تحریر: محمد یعقوب اختر

قسط نمبر ۶

ترتیب: شیخ عبدالمجید احرار

احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

۱۹۵۲ء میں انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ لاہور میں بڑی دھوم دھام سے ہو رہا تھا۔ اس وقت انجمن کے صدر خلیفہ شجاع الدین مرحوم تھے جو پنجاب اسمبلی کے سپیکر بھی تھے! مرحوم بہت ہی خوبیوں کے مالک اور مرنجانِ مرنج انسان تھے! دینی، تعلیمی، ادبی اور سیاسی حلقوں میں ان کا یکساں احترام کیا جاتا تھا۔ حضرت امیر شریعت کے ساتھ دیرینہ تعلق کی بناء پر خلیفہ صاحب نے جلسہ کے آخری اجلاس سے خطاب کے لئے خصوصی درخواست کی اور دیگر احرار رہنماؤں کو بھی اپروچ کیا کہ وہ حضرت شاہ جی کو جلسہ میں شرکت پر آمادہ کریں مگر شاہ جی جلسہ میں شرکت پر آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ وہ انجمن کے سابقہ انگریز پرست کار پردازان کے رویہ کے شاکی تھے۔ جو مجلس احرار اسلام کی انگریز دشمنی کے باعث انجمن کے سالانہ جلسوں میں شاہ جی کو بلانے سے کتراتے تھے۔ جب شاہ جی کو لاہور لانے کی سب تدبیریں ناکام ہوتی نظر آئیں تو مرکزی احرار رہنماؤں نے سالار اعلیٰ پنجاب چودھری معراج الدین صاحب کو شیخ محمد فاضل صاحب کی کار دیکر ملتان بھیجا کہ وہ جیسے بھی ہو شاہ جی کو ساتھ لیکر آئیں!

سالار صاحب ملتان پہنچے، شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لاہور چلنے کی درخواست کی۔ لیکن شاہ جی نے خوبصورتی کے ساتھ ٹالنے کی کوشش کی تو چودھری صاحب نے عرض کیا شاہ جی آج رات کو لاہور میں جلسہ ہے۔ ساتھی وہاں بے چینی سے آپکے منتظر ہیں!

اس لئے جلدی فیصلہ فرمائیے، وقت بہت کم ہے۔ ویسے آپ جانتے ہی ہیں کہ میں آپکا ہی بنایا ہوا سالار ہوں اور سالار تو پھر حکم ہی دیا کرتا ہے جس کو آپ نے ہمیشہ شرف قبولیت بخش کر اپنے سالاروں اور رضا کاروں کا مان بڑھایا ہے۔

شاہ جی نے ایک نگاہ دل نواز سے اپنے سالار کی طرف دیکھا اور مسکرائے، پھر فرمایا سالار بھائی! دل تو نہیں مانتا اگر آپکا حکم ہے تو پھر میں بھی ڈسپلن کا آدمی ہوں اسلئے آپکا حکم ٹال کر آپکی دل شکنی نہیں کروں گا۔"

یوں شاہ جی لاہور آ گئے۔

اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ یہ چرچا ہو چکا تھا کہ انجمن حمائت اسلام کے سالانہ جلسہ کے آخری اجلاس میں شاہ جی خطاب فرمائیں گے۔ لاہور کے علاوہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، وزیر آباد، فیصل آباد (لائل پور)

کے احرار کارکن دفتر احرار میں جمع ہو رہے تھے۔ میں بھی لائل پور سے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت امیر شریعت کی زیارت اور تقریر سے مستفید ہونے کے لئے لاہور پہنچا۔ دیگر تمام اکابر احرار دفتر میں موجود تھے۔ خصوصاً قاضی احسان احمد شجاع آبادی، ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری اور صاحبزادہ فیض الحسن شاہ سر جوڑے سرگوشیوں میں مصروف اور شاہ جی کے لئے سراپا انتظار تھے۔ مغرب سے متصل سالار معراج الدین نے سیڑھیوں کے دروازہ ہی سے اپنی گونج دار آواز میں السلام علیکم کہہ کر یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ حضرت امیر شریعت تشریف لے آئے ہیں۔ جس سے خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تمام رفقائے احرار کے چہرے کھل اٹھے۔ سالار معراج الدین کے عقب میں شاہ جی بھی اوپر دفتر میں تشریف لے آئے اور اکابر احرار کے کمرہ میں جانے کی بجائے کارکنوں کے ساتھ ہال کمرہ میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں مصروف ہوگئے۔

اسی اثناء میں شیخ حسام الدین اور فیض الحسن شاہ نے شاہ جی سے کہا حضرت جلسہ شروع ہوا چاہتا ہے اسلئے آپ دوسرے کمرہ میں آئیں تاکہ آپس میں ضروری مشاورت کر لیں۔

شاہ جی نے فرمایا: "بھائی جن کے حکم پر اور جن کے لئے آیا ہوں ان سے تو کچھ باتیں کر لینے دیں۔"

لیکن شیخ صاحب کے بار بار اصرار پر انکے ہمراہ دوسرے کمرہ میں چلے گئے تو دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کی میٹنگ کے بعد شاہ جی باہر تشریف لائے اور ہم کارکنوں کے درمیان دوبارہ جلوہ افروز ہوگئے۔ چہرہ سے متانت اور سنجیدگی صاف عیاں تھی آپ عجیب دلفریب انداز میں بچوں کی طرح مدرسہ کا سبق یاد کرنے کے انداز میں دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی پکڑ کر آموختہ دھرانے کے انداز میں کہنے لگے کہ آج صرف مسئلہ ختم نبوت بیان کرنا ہے اور کچھ نہیں کہنا ہے باقی باتوں سے احتراز کرنا ہے۔

اس طرح جو باتیں اندر ہوئی تھیں وہ بیان کرنے لگے۔ اتنے میں باقی قائدین احرار بھی باہر تشریف لے آئے اور قاضی صاحب کی سیاہ شیروانی اتروا کر شاہ جی کو پہنانے لگے وہ ٹال رہے تھے لیکن رفقاء کے اصرار پر اچکن زیب تن کر لی جو شاہ جی کے جسم پر خوب پھبی قاضی صاحب نے دیکھتے ہی بڑے پیار سے اور بلند آواز سے امیر شریعت کا نعرہ بلند کر دیا تمام حاضرین نے زندہ باد سے مستانہ وار جواب دیا۔ جس سے سڑک پر جاتے ہوئے لوگ رک گئے۔

اس کے ساتھ ہی قائدین احرار نے مصلحت اسی میں جانی کہ تمام رضاکاروں کو جلسہ گاہ جانے کا حکم دیکر شاہ جی کو بھی چھوٹے کمرہ میں لے گئے تاکہ مزید باتیں افشاء نہ ہوں! تمام کارکنانِ احرار اسلامیہ کالج گراؤنڈ کی طرف جانے کے لئے دفتر سے نیچے آگئے۔ انجمن حمایت اسلام کا آخری اجلاس جس کی صدارت نئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کر رہے تھے۔ اور مجلس استقبالیہ کے صدر خلیفہ شجاع الدین تھے، پنڈال بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جبکہ اسٹیج کے مقابل جگہ کو "ڈی" کی شکل میں صوفے لگا کر درمیان میں سیکورٹی کے

حساب سے خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ صوفوں کے پیچھے مرصع کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ جو صرف خواص کے لئے تھیں اس حصہ کو موٹے رسوں اور بانسوں کے ذریعہ عوام کی نشست گاہ سے علیحدہ کیا ہوا تھا۔ ۱۰ بجے شب کے بعد حضرت امیر شریعت اپنے رفقاء کے ہمراہ جلسہ گاہ میں جلوہ افروز ہوئے انکی آمد کے ساتھ ہی نعرہَ تکبیر، اللہ اکبر۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد مرزائیت مردہ باد۔ اور مجلس احرار اسلام زندہ باد۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعروں سے لوگوں نے اپنی نشستوں سے اٹھ کر حضرت امیر شریعت کا والہانہ انداز میں استقبال کیا۔

عوام کی خوشی اور جوش و خروش دیدنی تھا۔ بدیں وجہ جلسہ گاہ کا کنٹرول پولیس کی گرفت سے باہر ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے رسوں اور بانسوں کے ذریعہ بنائے ہوئے حفاظتی انتظامات درہم برہم ہوگئے۔ لوگ شاہ جی سے مصافحہ کرنے اور انکی ایک جھلک دیکھنے کے لئے دیوانہ وار ایک دوسرے سے بڑھکر پیار و محبت اور جوش و ولولہ سے دیدہ و دل نچھاور کرتے ہوئے، شاہ جی کی طرف لپک رہے تھے جس سے جلسہ کا نظم و نسق اور لاؤڈ سپیکر کا نظام بھی تہہ و بالا ہو کر رہ گیا۔ احرار رضاکار کافی تگ و دو کے بعد شاہ جی کو عشاق کے نرغہ سے نکال کر اسٹیج پر لے جانے میں کامیاب ہوئے!

صدر جلسہ وزیراعلےٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ عوام کی اس وارفتگی سے امیر شریعت کی پذیرائی دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور اسی سراسیمگی کی حالت میں شاہ جی کی پیش وائی کے لئے اسٹیج سے اترے، آگے بڑھکر دست بوسی کی کوشش کی لیکن شاہ جی بے نیازی سے ہاتھ ملا کر آگے بڑھ گئے اور اسٹیج پر خلیفہ شجاع الدین کے ساتھ والی کرسی پر فردوکش ہوگئے۔ بڑے وقار اور تمکنت سے نظریں جھکائے صدر جلسہ کی تقریر جو صرف چند منٹوں میں ختم ہو گئی سماعت فرماتے رہے۔ صدر جلسہ نے جب امیر شریعت کو دعوت خطاب دی۔ تو پھر دوبارہ فلک شگاف نعروں کی گونج سے سرد موسم میں بھی گرمی پیدا ہو گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگ کسی بہت بڑے فاتح یا قومی ہیرو پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کا اظہار کر رہے ہوں!

حضرت امیر شریعت زندہ باد۔ مجلس احرار اسلام زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد اور نعرہَ تکبیر اللہ اکبر کے والہانہ نعروں نے ایک سماں باندھ دیا۔ جو کئی منٹ تک امیر شریعت کے روکنے کے باوجود جاری رہا۔

صدرِ جلسہ کی حالت دیدنی تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں"

رومال سے بار بار اپنی پیشانی سے عرق ندامت صاف کر رہے تھے!

حضرت امیر شریعت تقریباً پندرہ بیس منٹ تک اپنی مخصوص حجازی لے میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہے جس سے مجمع پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ فضا میں ایک خاص قسم کی نورانیت کا ہالہ بن رہا تھا۔ سامعین پر آسمان سے سکینت نازل ہوتی معلوم ہوتی تھی جس سے ہر چھوٹا بڑا مبہوت ہو کر عربی نہ جانتے ہوئے بھی جھوم رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تمام کائنات تھم گئی ہو اور وقت کی رفتار رک گئی ہو!

صدر جلسہ، صدر استقبالیہ خلیفہ شجاع الدین صاحب! میرے بزرگو بھائیو۔!

میری ماؤں۔ بہنو اور بیٹیو! نئی نسل کے نوجوانو اور میرے عزیز رفیقو! اسی اثناء میں آپ کی نظر سامنے پڑی تو شیخ حسام الدین اور صاحبزادہ فیض الحسن شاہ فروکش تھے اور دائیں بائیں قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور ماسٹر تاج الدین انصاری اس طرح بیٹھے نظر آئے کہ دورانِ تقریر جس طرف بھی شاہ جی کی نظر جائے اپنے ساتھیوں کا دیا ہوا مشورہ بصورت ہدایات انہیں یاد دھانی کا موجب بنتا رہے۔ یہ اہتمام دیکھ کر آپ زیر لب مسکرائے اور جو کہنے لگے تھے اسکو چھوڑ کر فرمایا..... ایک عرصہ کے بعد انجمن حمایت اسلام نے مجھ جیسے فرنگی باغی کو خطاب کے لئے بلایا ہے! اب کہنے کو تو بہت کچھ ہے اور دل چاہتا بھی ہے! لیکن کیا کروں!

وسعتِ دل ہے بہت وسعت صحرا کم ہے
اس لئے مجھکو تڑپنے کی تمنا کم ہے!

آپکو معلوم ہے کہ میں مجلس احرار اسلام کا ایک عام ممبر ہوں اور جماعتی نظم و ضبط کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہر کارکن اپنے رہنماؤں کی باتیں ہوشِ گوش سے سن کر اسے حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ مجھے یہاں آنے سے قبل میرے جماعتی قائدین محترم نے کچھ ہدایات دی ہیں۔ لیکن میں کیا کروں دوسری طرف حضور سرور کائنات ﷺ نے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا بہترین جہاد قرار دیا ہے! اس لئے اگر میں یہاں صرفِ نظر کر جاؤں تو میری اور ہدایات دینے والے ساتھیوں کی بھی روایات کے خلاف ہو گا۔

میرے بھائیو! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ہم مجلس احرار والے انگریزی حکومت کے باغی تھے۔ اس لئے ہماری ساری زندگی ریل اور جیل کی نذر ہو گئی! اس طرح اگر مجھے کوئی یہ کہے کہ میرا تعلق ایک بیرونی حکومت کے باغی گروہ سے تھا تو یہ میرے لئے غصہ کی بات نہیں اعزاز کی بات ہو گی! ہاں اگر مجھے کوئی یہ کہے کہ ہم احرار والے فرنگی حکومت کے کاسہ لیس تھے تو یقیناً ہمارے لئے یہ گالی ہو گی۔

اسی طرح اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے جاگیرداروں اور خطاب و مراعات یافتہ وڈیروں نے فرنگی حکومت کی خدمت گزاری کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا اور صدر جلسہ کے بزرگ بھی انہیں میں سے تھے اور انہوں نے اپنے حلالی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔ تو اس پر غصہ نہیں آنا چاہیئے اس لئے کہ یہ خلاف حقیقت بات نہیں۔ جب صدر جلسہ انگلینڈ کی پرکیف فضاؤں میں اپنے آقایان ولی نعمت کے زیر سایہ انگریزی تعلیم میں مہارت حاصل کر رہے تھے۔ تاکہ فرنگی کی تہذیب و تمدن کے رموز و نکات از بر ہو جائیں، شکل و صورت اور چال ڈھال سے گوروں کی صحیح تصویر نظر آئیں۔ میں اگر یہ کہوں کہ حکومت برطانیہ کا منشاء بھی اس تعلیم سے (اگر اسے تعلیم کہا جاسکے) یہ تھا کہ تعلیمی اداروں سے نکل کر ہندوستانی نوجوان بالکل "کالے صاحب" نظر آئیں، اپنی مذہبی ثقافتی اور تاریخی روایات کو دربارِ انگلستان کی نذر کر کے فرنگی بادشاہ اور ملکہ کی درازی عمر کے نغمے دل و دماغ میں بسا کر واپس اپنے ملک جائیں اور وہاں جا کر برطانیہ عظمیٰ کے سایۂ ہمایونی کو برصغیر پر قائم رکھنے اور حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے کا باعث بنیں تو یہ ایک کھلی حقیقت کا اظہار ہو گا۔ اس میں خفگی یا پریشانی وافسوس کی کوئی بات نہ ہو گی۔

یہ لوگ خوش نصیب ہیں۔ جس آزادی کے حصول کی جدوجہد میں ہم عقوبت خانوں اور جیلوں میں ظلم وستم کا شکار ہوئے اسی آزادی کا سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی صاحب صدر جلسہ اور ان کے رفقاء پھر کرسی نشین بنا دیئے گئے۔ لوگ تو یوں بھی کہتے ہیں کہ.....

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے!

لیکن میں کہتا ہوں کہ بھائی ہماری منزل تو وہ ہے جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ کر دیئے جائیں گے۔ میرے آقائے ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ دن آنا ہے اور ان شاء اللہ وہ دن آ کر رہے گا۔

اس لئے اس دنیا میں آزادی کا پھل نہ ملنے کا ہمیں ذرہ برابر افسوس نہیں۔ ہم آزادی چاہتے تھے، الحمد للہ ہماری قربانیاں رنگ لائیں۔ وہ جن کی حکومت میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا، اپنا بستر بوریا لپیٹ کر سات سمندر پار چلے گئے اور ہم آزاد فضا میں اپنے ملک میں بیٹھے ہیں۔ ہم اس پر خوش ہیں حکومت تمہیں مبارک! میری خوشی لاانتہا ہے۔ بھائیو! ہم نے اسی لاہور میں ہزاروں باوردی جاں نثار رضاکاروں اور لاکھوں مسلمانوں کے اجتماع میں مروجہ انتخابی سیاست سے دست برداری اختیار کر لی تاکہ کار پردازان مملکت بغیر کسی ہچکچاہٹ اور رکاوٹ کے کوئی فلاح و بہبود کا کام کر سکیں۔ ہم نے یہ دست برادری کسی خوف یا لالچ سے نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر رضاکارانہ طور پر کی ہے! اور ہم نے اپنے لئے تبلیغی و اصلاحی میدان کو منتخب کر کے باغیان محمد ﷺ کی سرکوبی اور انکی ملک دشمن سرگرمیوں کا قلع قمع کرنا اپنا وظیفۂ حیات بنالیا ہے۔ ہم نے اس حالت میں بھی ملک کو جب ضرورت پیش آئی تو فوری طور پر ملک عزیز کے قریہ قریہ شہر شہر میں احرار دفاع کانفرنسیں کر کے ہندوستان کے جارحانہ عزائم کو بے نقاب کیا اور لوگوں میں جذبۂ جہاد پیدا کر کے پوری قوم میں ایک سپرٹ پیدا کر دی اور اللہ کے فضل و کرم سے پوری قوم دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی۔

میرے محترم بزرگو! اب ہم جس مسئلہ کے داعی ہیں وہ ہے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا معاملہ! نوع انسان کو عزت بخشنے والے آقا ﷺ کی عزت کی پاسداری اور حفاظت کی ذمہ داری یہ پوری امت کا فریضہ ہے۔ لیکن ہم احرار والوں نے ہمیشہ کے لئے خصوصی طور پر اس مسئلہ کو اولیت دی ہے اس کے لئے سینہ سپر رہے ہیں۔ اس لئے باغیانِ محمد ﷺ، دشمنان اسلام، عدوانِ ملک وملت مرزائیوں کے محاسبہ کے وتعاقب ہم نے اپنا مشن بنا رکھا ہے۔ ہم اپنی پوری توانائیاں صرف کر کے بہی خواہانِ ملت کو بیدار کرنے کے لئے جہد کناں ہیں۔ ہم سب سے ملتجی ہیں، کیا حکمران اور کیا رعایا سب کو ملکر اپنے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ختم المرسلینی کے تحفظ کا عہد کرنا چاہیئے!

ملک کے صدر، وزیر اعظم صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، گورنروں، وزراء اور اسمبلیوں کے ممبران سمیت پاکستان کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو دشمنان ختم نبوت کی بیخ کنی کو اپنا سب سے اول فریضہ قرار دینا چاہیئے۔ میں بڑی ہی عاجزی سے آپکو کہتا ہوں کہ جس کی جوتیوں کے صدقہ میں یہ ملک معرض وجود میں آیا ہے، آج اس ملک میں ان ہی کی عظمت وحرمت خطرہ میں ہے۔ اسکی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔ تمہیں

تو ایسا انتظام و انصرام کرنا چاہیئے کہ حضور ﷺ کی ختم المرسلینی و عظمت کے پرچم چار دانگ عالم میں لہرائیں نہ یہ کہ اپنے ہی ملک میں عظمت مصطفی ﷺ معرض خطر میں ہو اور ہم خاموش رہ کر مجرم ٹھہریں!

میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں کہ اگر غداران ختم نبوت مرزائیوں کو اسی طرح کھلی چھٹی ملی رہی اور ان کے منہ میں لگام دیکر انہیں بے لگام ہونے سے نہ روکا گیا تو اس سے ملت اسلامیہ میں افراق و انتشار پیدا ہو گا جس سے پاکستان کے دفاع کو خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ اور اسکی ذمہ داری۔...... اے محترم صدر جلسہ! آپ پر اور آپکے حکمران ساتھیوں پر ہو گی خسر الدنیا والاخرہ کی وعید کے آپ مستحق ہوں گے۔ ایک اور اہم بات بھی آپکی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم احرار والے مٹ سکتے ہیں، مر سکتے ہیں، تختہ دار پر لٹک سکتے ہیں گولیوں سے ہمارے جسم چھلنی کئے جا سکتے ہیں ہمارے ہی آزاد کرائے ہوئے ملک میں ہماری آزادی چھینی جا سکتی ہے لیکن اس معاملہ میں رواداری کے نام پر ہم سے کسی نرمی اور مصلحت کی کوئی بھی توقع نہ کرے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مرزائی پاکستان کے لئے باعث افراق ہیں اور وہ اپنے مکہ و مدینہ قادیان (جو کہ بھارت کے قبضہ میں ہے) کے لئے پاکستان میں رہتے ہوئے ففتھ کالم گروہ کا کام کر رہے ہیں۔ ان سے لاپروائی خود فریبی اور اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے!

اس کے بعد شاہ جی نے تلاوت کردہ آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کا ترجمہ کر کے اسلام کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ ساڑھے گیارہ بجے شب صدر جلسہ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کورنش بجالاتے ہوئے شاہ جی سے جانے کی اجازت چاہی اور سلام کر کے خاموشی سے چلے گئے۔

جلسہ رات دو بجے تک جاری رہا۔ حضرت امیر شریعت نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت، مرزائیت کی ریشہ دوانیاں، سر ظفر اللہ قادیانی (وزیر خارجہ) کے سازشی ماضی اور موجودہ ملت دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور مرزا بشیر الدین خلیفہ ربوہ کے مذموم عزائم سے لوگوں کو خبردار کیا۔

دو بجے رات دعائے خیر کے بعد نعروں کی گونج میں جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (جاری ہے)

....

عظیم مجاہد آزادی فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

سوانح و افکار و خدمات

صفحات ۴۰۴

مؤلف: محمد عمر فاروق

قیمت: ۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون ۵۱۱۹۶۱